دار الافتاء

تعاقب

طلاقِ ثلاثہ کی بابت ماہنامہ محدث (ماہ محرم ۱۳۹۸ھ) میں راقم الحروف کا ایک فتویٰ شائع ہوا تھا، جس میں ہم نے ضمناً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت بھی ذکر کی تھی جس سے حضرت عمرؓ کا اپنے پہلے موقف سے رجوع ثابت ہوتا ہے، اس پر حضرت مولانا عبدالحمید ابو حمزہ (نیو سعید آباد) نے تعاقب فرمایا ہے کہ:

"رجوع والی حدیث صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس میں راوی خالد بن یزید بن ابی مالک باپ بیٹا دونوں ضعیف ہیں، دونوں کے متعلق آیا ہے کہ وہ لین الحدیث ہیں، دوسرا یہ کہ یزید بن ابی مالک کی روایت جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقطع ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق اولیٰ منقطع ہونی چاہیے۔ باقی رہا حضرت امام ابن القیمؒ کا سکوت؛ سو وہ کوئی حجت نہیں ہے۔ (مختصراً)

الجواب

جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے، واقعی یہ روایت منقطع بھی ہے اور ضعیف رواۃ پر مشتمل بھی لیکن یہ روایت ہمارے موقف کا مدار علیہ نہیں ہے اور نہ ہم نے اس کو اسی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے کی مسلم شریف والی روایت سے جو ایک احتمال ناشی تھا، اس کے صرف اسی امکانی پہلو کو اخذ کرنے کے لیے ہم نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ علما نے تصریح کی ہے کہ ایک ضعیف روایت احد المحتملات کے بیان کے لیے مفید ہو سکتی ہے۔

لِاَنَّ اِسْنَادَهٗ وَاِنْ كَانَ ضَعِيْفًا اِلَّا اَنَّهٗ يَصْلُحُ لِبَيَانِ الْاِحْتِمَالَاتِ (فیض الباری شرح صحیح بخاری باب البول قائماً)

مسلم کی طلاق ثلاثہ والی روایت سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ امر صرف تادیباً اور تعزیراً اختیار فرمایا تھا اور بہ دلِ نخواستہ اختیار کیا تھا، روایت کے ان الفاظ پر غور فرمائیے۔

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِيْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ اَنَاةٌ فَلَوْ اَمْضَيْنَاهُ (مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اسلوب بیان سے یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ اقدام بہ دل نخواستہ کیا ہے اور اس لیے اس امر کا امکان موجود تھا کہ اصلاح حال کے بعد وہ اپنے پہلے موقف کی طرف رجوع فرمالیں جس کا رجوع عمر والی روایت نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ جو بات تعزیراً اور تادیباً اختیار کی جاتی ہے وہ ہمیشہ وقتی ہی ہوتی ہے، اگر آپ یہ بات تسلیم نہیں کریں گے تو خاکم بدہن آپ کو یہ الزام قبول کرنا پڑے گا کہ آپ حضرت عمرؓ پر یہ الزام عائد کر رہے ہیں کہ، وہ عمداً رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت شدہ امر کا خلاف کرنے میں بیباک تھے، حالانکہ وہاں ایسی بات نہیں تھی۔ بہرحال "رجوع عمر" والی روایت کے راوی ضعیف ضرور ہیں لیکن ایسی روایت سے ایک ثابت شدہ اور صحیح حدیث کے بعض پہلوؤں کی تشخیص اور تعیین کے لیے اگر کوئی شخص استفادہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور یہی کچھ ہم نے کیا ہے۔ حضرت امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کے صنیع سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ انھوں نے بھی محض اسی امکانی پہلو کے سلسلے میں روایت سے استفادہ کیا ہے ورنہ اس تحدی کے ساتھ اس کا ذکر نہ فرماتے، ان کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

"فَإِنْ قِيلَ: فَكَانَ أَسْهَلَ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ تَمْنَعَ النَّاسَ مِنْ إِيقَاعِ الثَّلَاثِ وَيُحَرِّمَهُ عَلَيْهِمْ وَيُعَاقِبَ بِالضَّرْبِ وَالتَّأْدِيبِ مِنْ فِعْلِهِ لِئَلَّا يَقَعَ الْمَحْذُورُ الَّذِي يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ؟ قِيلَ: نَعَمْ! لَعَمْرُ اللّٰهِ! قَدْ كَانَ يُمْكِنُهُ ذٰلِكَ، وَلِذٰلِكَ نَدِمَ عَلَيْهِ فِي آخِرِ أَيَّامِهِ وَوَدَّ أَنَّهُ كَانَ فَعَلَهُ"

(اغاثۃ اللهفان ج ۱ ص ۳۳۶)

فرض کیجیے! آپ کو علماء کے اس موقف سے اختلاف ہے جو ایک ضعیف روایت کے سلسلے میں وہ رکھتے ہیں، تو بھی ہمیں اس پر اصرار نہیں ہے کیونکہ ہم نے جو توجیہ بیان کی ہے وہ صرف حضرت عمرؓ کو ایک الزام سے محفوظ رکھنے کے لیے بیان کی ہے ورنہ یہ کون نہیں جانتا کہ حضرت عمرؓ کا یہ ایک سیاسی نوعیت کا تادیبی فعل ہے، جو صحیح اور مرفوع حدیث کا رافع نہیں ہو سکتا، یہی وجہ ہے کہ تعزیری حد تک تو صحابہؓ نے بھی حضرت کے اس فعل کے خلاف مزاحمت نہیں کی، لیکن جہاں تک ان کے اپنے موقف کی بات ہے، وہاں انھوں نے واضح الفاظ میں بات بتادی ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں، ایک رجعی طلاق کا حکم رکھتی ہیں۔ جہاں صحابہ یوں مختلف ہوں وہاں کسی بھی صحابی کا قول کسی کے لیے حجت نہیں رہتا۔ اصولِ حدیث میں یہ سب باتیں بیان کی گئی ہیں۔

چونکہ اس روایت کے راوی خالد مختلف فیہ ہیں (فتح) بلکہ مجموعی لحاظ سے وہ شدید قسم کا ضعیف راوی ہے، اس لیے اگر کوئی صاحب ان کی اس روایت کو "احد الاحتمالات" کی تشخیص کی حد تک بھی

گوارا نہ کرے تو اسے اس کا بھی حق پہنچتا ہے لیکن ہم اس کے بغیر بھی مطمئن ہیں کیونکہ حضرت عمرؓ کا یہ اقدام وقتی تھا کیونکہ تعزیری اور تادیبی تھا، جہاں یہ کیفیت ہو وہاں بالآخر ایسے اقدامات کو واپس لینا ہی پڑتا ہے۔ ورنہ اسے اس کی "بے خبری" پر محمول کیا جائے گا جو یہاں مشکل ہے یا اسے حدیث کے خلاف ایک بیباکانہ جرأت قرار دیا جائے گا جو اور نا ممکن بات ہے۔ بہرحال خالد والی روایت نے حضرت عمرؓ کے اس تعزیری اور تادیبی اقدام کے امکانی پہلو سے پردہ اٹھایا ہے، اسے تخلیق نہیں کیا جو روایت کے بغیر بھی معلوم اور معروف توقع تھی۔ اس لیے اگر یہ روایت اس درجہ میں بھی آپ کو قبول نہیں تو نہ سہی، ہمیں بھی اس پر اصرار نہیں ہے، کیونکہ ہمارے موقف کی یہ اساس نہیں ہے بلکہ ایک ضمنی اور راہ چلتے استفادہ والی بات ہے کیونکہ وہ بات اصولی طور پر پہلے ہی ثابت ہے کہ جو اقدام وقتی بنیادوں کا مرہون منت ہوتا ہے اسے واپس لینا ہی ہوتا ہے، اس لیے توقع یہی ہے کہ انھوں نے واپس لے لیا ہوگا۔ اگر نہیں لیا جیسا کہ کچھ حضرات کا کہنا ہے تو اس پر ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ انھیں واپس لے ہی لینا چاہیے تھا۔ کیونکہ ان کا یہ اقدام رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبرؓ کے تعامل سے مختلف ہے، خود ان کے ابتدائی تعامل کے بھی خلاف ہے۔ "مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهٖ وَيُتْرَكُ اِلَّا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

(عزیز زبیدی)

تیسیر الباری

ترجمہ و شرح صحیح البخاری

(از علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ)

اردو زبان میں صحیح البخاری کی یہ سب سے بڑی شرح ہے، ہر حدیث کے مقابل مطلب خیز با محاورہ ترجمہ میں مطالب کتاب کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ترجمہ، ترجمہ معلوم نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی ہر حدیث کی شرح بھی معتبر شروح مثلاً فتح الباری، کرمانی، عینی اور قسطلانی وغیرہ سے مرتب کر کے لکھی گئی ہے۔ اور مذاہب مجتہدین بھی ہر مسئلہ میں بیان کر دیے گئے ہیں۔

اعلیٰ مجلد رنگین سنہری ڈائی دار، علاوہ ازیں عربی، اردو، ملکی، غیر ملکی دینی کتابیں خریدنے اور بیچنے کے لیے ہمیں یاد فرمائیں۔

منیجر رحمانیہ دار الکتب۔ امین پور بازار۔ فیصل آباد